© rasailojaraid.com

چوکتے۔ کتاب کے آغاز میں سولہ صفحات پر مشتمل محترم خلیل الرحمٰن چشتی صاحب کا مقدمہ بھی غیر مسلم معاشروں میں دعوت اسلام کے موضوع اور منہج پر بہت عمدہ اور پر مغز تحریر ہے۔ انہوں نے اپنے بیرونی اسفار کے وسیع تجربات کی روشنی میں مغربی دنیا میں جاہلیتِ شرق اور جاہلیتِ غرب کے دو آتشہ ملاپ کا نقشہ خوب کھینچا ہے۔ بہرحال عالمی سطح پر مسلمانوں کی دعوتی سرگرمیوں کو جاننے کے لیے یہ کتاب کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صہیب حسن صاحب سے مزید خدمت دین لے اور ان کی مساعی کو عالم اسلام کے لیے نافع بنائے۔ آمین!

(تبصرہ نگار: ڈاکٹر ابصار احمد)

(۲)

نام کتاب : ناموسِ رسالتؐ (اعلیٰ عدالتی فیصلہ)

مصنف : جسٹس شوکت عزیز صدیقی

مرتب : سلیم منصور خالد

ضخامت: 348 صفحات

ناشر: پوسٹ بکس 9093، علامہ اقبال ٹاؤن

ملنے کا پتہ: منشورات، منصورہ ملتان روڈ، لاہور

مارچ ۲۰۱۷ء کے آغاز میں ایک شہری نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ ۱۹۹ کے تحت ایک درخواست دی جس میں رسول اللہ ﷺ آپؐ کے اصحاب وازواج، کتاب اللہ اور خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں گستاخی کو موضوع بنایا گیا تھا۔ عدالتِ عدالیہ کے فاضل جج مسٹر جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے انتہائی محنت، کمال جستجو، مؤمنانہ فراست اور ایمانی جذبہ کے ساتھ اس درخواست کی سماعت کی۔ ناموسِ رسالت کے حوالے سے گستاخِ رسول کی شرعی حیثیت اور اس کی سزا کے متعلق اُمتِ مسلمہ کے نامور مصنفین کی ۴۷ کتب سے حوالہ جات دیئے اس کے علاوہ کتب حدیث اور تفاسیر کی بہت سی کتب کے شواہد بھی درج کیے۔ قرآن مجید کی سورۃ التوبہ کی آیت ۶۱ کا ترجمہ بھی لکھا جو موضوع کی حد درجہ وضاحت کرتی ہے: ''اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے''۔ اسی طرح سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۷ کا حوالہ دیا جس میں واضح کیا گیا ہے: ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے، اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے''۔ اگرچہ یہ دو آیات انصاف پسند شخص کے لیے کفایت کرتی ہیں، تاہم اس مضمون کی دوسری آیات بھی اس میں موجود ہیں۔ جسٹس صاحب یاد دلاتے ہیں کہ ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی مقدس ہستی کے بارے میں آزادانہ رویہ نہ رکھیں، کیونکہ آزادیٔ رائے اور گفتگو کا حق چند شرائط کے تحت ہی جائز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے جن کا ذکر یہاں کر دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مسلمانوں کی محبت ان کے ایمان کا جزو ہے‘ اگر یہ نہیں تو ایمان کا دعویٰ سچا نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے کہا کہ مجھے آپؐ ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں‘ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ’’کیا اپنی جان سے بھی زیادہ؟‘‘ تو وہ خاموش ہو گئے اور ایک لمحہ توقف کے بعد عرض کیا: ’’ہاں یارسول اللہ! اب آپؐ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں‘‘۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت ایمان کا جزو لازم ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے بیٹے‘ باپ بلکہ دوسرے تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں‘‘۔ اس درجہ کی محبت کا اظہار آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ نے کیا۔ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اشارے پر اپنی جان قربان کرنا سعادت سمجھتے تھے۔

کچھ حلقوں کی طرف سے مصنف کے بیان کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا‘ لیکن وہ لوگ سیکولر‘ نام نہاد ترقی پسند اور فاشسٹ ہیں۔ انہوں نے جسٹس صاحب کے خلاف برے ارادے بھی ظاہر کیے مگر انہوں نے پروا نہ کی اور ناموسِ رسالت کے حوالے سے ایک مؤثر‘ ٹھوس شواہد پر مبنی تفصیلی فیصلہ لکھ کر صداقت اور جرأت ایمانی کا ثبوت دیا اور کہا کہ اس فیصلے پر ناراض وہ لوگ ہیں جو عقل و دانش سے محروم ہیں‘ ان بدبختوں کا ایجنڈا کچھ اور ہی ہے۔

ناموسِ رسالت کے حق میں کئی معروف اسلامی شخصیات کے بیان بھی فیصلے میں شامل ہیں۔ اس میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی وہ تقریر بھی شامل ہے جو انہوں نے ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ میں کی‘ جس میں قادیانیت کی حقیقت کو بے نقاب کیا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو آخری نبی نہیں مانتے۔

درحقیقت قادیانیت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں بدترین گستاخی ہے جو سزا کی متقاضی ہے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکین‘ دشمنانِ اسلام آپؐ کے سامنے تھے۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ آپؐ نے ان سب کو معاف کر دیا‘ مگر ان میں سے چند ایک کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رحمۃ للعالمینی سے بھی فائدہ نہ پہنچا اور اُن کے قتل کا حکم دے دیا گیا۔ یہ لوگ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گستاخ تھے اور آپؐ کی ذات کو اذیت دینے والے تھے۔

جسٹس شوکت صدیقی کا یہ فیصلہ قابلِ تحسین ہے۔ اس میں توہین رسالت پر اٹھنے والے ہر اعتراض کا جواب بھی موجود ہے۔ اس فیصلے میں ریاست کو بھی اس کی ذمہ داری سے آگاہ کیا ہے۔ مزید برآں اس فیصلے میں غیر قانونی ردعمل میں جرم کے ارتکاب کی روک تھام کی گئی ہے۔ نیز اس کے آئینی و قانونی پہلو بھی واضح کر دیے گئے ہیں۔

جہاں بے شمار اکابرین نے اس فیصلے کی تحسین کی ہے وہاں ریٹائرڈ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے نہ صرف فیصلے کو سراہا ہے بلکہ جسٹس صدیقی صاحب کو ایک ایسی عدالتی شخصیت قرار دیا ہے‘ جو قانون پر دسترس رکھنے کے ساتھ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے حوالے سے اعلیٰ اقدار کے مالک ہیں۔

(تبصرہ نگار: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ)

© rasailojaraid.com